عبداللطیف خالد چیمہ

دینی مدارس اور تازہ صورتحال!

۷ رستمبر ۲۰۱۵ء، پیر کو وزیر اعظم ہاؤس اسلام آباد میں تنظیمات مدارس دینیہ اور ملک کی حکومتی و عسکری قیادت کا جو باہمی مشاورتی اجلاس منعقد ہوا، اس سے اُمید پیدا ہوئی کہ مقتدر حلقوں اور دینی مدارس کی قیادت کے مل بیٹھنے سے بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ ہوگا اور ایک دوسرے کے مؤقف کو سمجھنے میں مدد ملے گی۔ اجلاس کے بعد پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں جو کچھ سامنے آیا، اُس حوالے سے مولانا قاری محمد حنیف جالندھری کی بروقت وضاحت نے بعض غلط فہمیوں اور غلط رپورٹنگ کی نشاندہی کر کے صورتحال واضح کر دی۔ ہم ہر قسم کی دہشت گردی کے مخالف ہیں اور دینی مدارس پر کسی مناسب اور موزوں انداز میں نگرانی رکھنے کے بھی مخالف نہیں، لیکن پورے ملک اور خصوصاً پنجاب میں جس طرح سے خوف کی فضا پیدا کی گئی یہ کسی اعتبار سے قابلِ برداشت نہیں۔ ہمیں اُمید تھی کہ وزیر اعظم میاں نواز شریف، سپہ سالار جنرل راحیل شریف، وزیرِ داخلہ اور دیگر سرکاری عہدے داران کے ساتھ تنظیمات مدارس دینیہ کی قیادت کی خوشگوار ملاقات اچھے اور مثبت نتائج مرتب کرے گی اور پوری قوم باہمی اعتماد کے ساتھ اندرونی اور بیرونی جارحیت کے خلاف یکجا نظر آئے گی۔

لیکن بعد ازاں کی یہ صورتحال ہماری سمجھ سے بالاتر ہے کہ عید الاضحیٰ سے چند روز پیشتر پنجاب کے مختلف اضلاع میں انتہائی نامناسب انداز میں یہ اعلان کر دیا گیا کہ دینی مدارس متعلقہ ضلع کے ڈی سی او سے این او سی لے کر چرمِ قربانی حاصل کرنے کے محدود مراکز قائم کر سکیں گے۔ لیکن ہوا یوں کہ کچھ مدارس کو این او سی جاری کر دیئے گئے اور کچھ کو بغیر کوئی اعتراض لگائے اور بغیر وجہ بتائے ریجکٹ کر دیا گیا، یہ عمل مکمل ہونے تک چھٹیاں ہو گئیں اور عید سر پر آ گئی۔ ہماری دانست میں کالعدم تنظیموں کو چرمِ قربانی وصول کرنے سے روکنے کا عمل جائز ہو سکتا ہے، مگر جو مدارس اور دینی ادارے پُرامن طور پر کام کر رہے ہیں، اپنے وفاق سے ملحق اور رجسٹرڈ ہیں ان پر کسی قسم کا کوئی الزام بھی نہیں ہے اور چند ہفتے پہلے کے سرچ آپریشن میں جن سے کسی قسم کا کوئی غیر قانونی مواد یا فرد برآمد نہیں ہوا ان کو چرمِ قربانی وصول کرنے سے روکنے کا عمل نہ صرف نامناسب ہے بلکہ ناانصافی اور خلافِ آئین بھی ہے اس طرح سے پُرامن تعلیمی و دینی اداروں کو عوامی تعاون حاصل کرنے سے روکنا دنیا کے کسی قانون میں کسی طرح بھی جائز نہیں ہے۔ اس ناانصافی اور قانون کے غلط استعمال سے مختلف قسم کی غلط فہمیوں کا پیدا ہونا فطری عمل ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ ایسا کرنے والے حکومت کی پالیسیوں اور قومی ایکشن پلان کو ناکامی کی طرف لے جانا چاہتے ہیں۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر حضرت مولانا سلیم اللہ خان اور سیکرٹری جنرل مولانا قاری محمد حنیف جالندھری نے اس بابت کہا ہے کہ ”دینی مدارس کے کھالیں جمع کرنے میں رکاوٹ ڈالنے کی کوششیں افسوسناک اور قابلِ مذمت ہیں، ضلعی انتظامیہ اور پولیس پر حکومتی ذمہ داران کی رٹ نہ ہونا حیرت انگیز ہے، مدارس رفاہی اور تعلیم ادارے ہیں ان کو عوام الناس سے کھالوں کی شکل میں تعاون لینے سے روکنا آئین پاکستان کے منافی اور بنیادی انسانی حقوق کی خلاف

ورزی ہے، صرف ایک مکتب فکر کے مدارس کے لیے ناروا پابندیاں اشتعال کا باعث بن رہی ہیں، ارباب اقتدار بیورو کریسی کے طرز عمل کی اصلاح کریں، انہوں نے کہا کہ دینی مدارس تعلیمی اور رفاحی ادارے ہیں جو بڑی مشکل سے عوامی چندوں، عطیات اور زکوٰۃ، صدقات سے اپنے اخراجات پورے کرتے ہیں، عید الفطر کے موقع پر صدقہ فطر اور عید قربان کے موقع پر قربانی کی کھالیں جمع کرنے کی روایت مدتوں سے چلی آرہی ہے۔ اس پر پابندی عائد کرنا، اسے ڈی سی او کی اجازت سے مشروط کرنا اور مختلف انداز سے مدارس کو تنگ کرنا آئین پاکستان کے منافی ہے۔ پاکستانی قوم جب مدارس کو قربانی کی کھالوں کا اولین مستحق سمجھتی ہے تو قوم کو اس حق کے استعمال کی پوری آزادی ہونی چاہیے اور مدارس کے راستے میں مختلف حیلے بہانوں سے روڑے اٹکانا افسوس ناک اور قابل مذمت ہے۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے قائدین نے کہا کہ پنجاب کے مختلف اضلاع میں صرف ایک مکتب فکر کے مدارس کو کھالیں جمع کرنے سے روکنا امتیازی سلوک ہے جو ملکی سطح پر حکومت کی بدنامی اور اشتعال کا باعث بن رہا ہے۔ وفاق المدارس کے قائدین نے اعلیٰ حکومتی احکام سے مطالبہ کیا کہ بیوروکریسی کے طرز عمل کی اصلاح کی جائے انہوں نے اس بات پر حیرت کا اظہار کیا کہ چیف سیکرٹری، ہوم سیکرٹری اور دیگر اہم شخصیات کی طرف سے مدارس کی قیادت سے کیے جانے والے وعدوں پر عملدرآمد کو روکنے کے لیے مختلف اضلاع کے ڈی سی اوز، ڈی پی اوز اور مختلف تھانوں کے ایس ایچ اوز کے طرز عمل سے لگتا ہے کہ اپنے کئی علاقوں اور تھانوں پر حکومتی رٹ قائم نہیں کی جاسکی ہے جو حیرت انگیز ہے اس صورتحال کا خاتمہ ضروری ہے۔ (روزنامہ اسلام لاہور، ۲۴؍ستمبر ۲۰۱۵ء)

ہمیں بے حد افسوس ہے کہ اس پر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی قیادت کے مؤقف کو الیکٹرانک میڈیا اور اکثر قومی اخبارات نے نشر کرنے اور چھاپنے سے گریز کیا۔ یہ امتیازی سلوک بھی ہمیں اُسی عالمی استعماری پراپیگنڈے کی تابعداری کا پتہ دیتا ہے جو دینی قوتوں کے خلاف روبہ عمل ہے۔ ہم ان صفحات پر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے اصولی وقانونی مؤقف کی بھرپور تائید کرتے ہیں اور اربابِ اختیار کی خدمت میں عرض کرنا چاہتے ہیں کہ امن اور بدامنی کو خلط ملط نہ کریں نیز ایسے اقدامات سے احتراز کیا جائے جس سے اسلام اور وطن عزیز سے محبت رکھنے والوں کے دل دکھیں۔

نفاذ اردو کا تاریخی عدالتی فیصلہ:

۸؍ستمبر ۲۰۱۵ء کو سپریم کورٹ آف پاکستان نے ۳ ماہ کے اندر تمام سرکاری اداروں میں اردو کو بطور قومی زبان رائج کرنے کا فیصلہ صادر کیا۔ سابق چیف جسٹس، جسٹس جواد ایس خواجہ کی زیر صدارت جسٹس دوست محمد اور جسٹس فائز عیسیٰ پر مشتمل تین رکنی بنچ کے اس فیصلے پر تمام طبقات نے خوشی ومسرت کا اظہار کیا ہے، بانیٔ پاکستان محمد علی جناح نے ۱۹۴۸ء میں دوٹوک انداز میں واضح کیا تھا کہ ''پاکستان کی قومی زبان اردو ہوگی''۔ لیکن واحسرتا کہ لسانی استعماریت کے سامنے اردو ہمیشہ بے بس رہی۔ ۱۹۷۳ء کے آئین کی دفعہ ۲۵۱ پر عمل درآمد کے لیے سپریم کورٹ نے جو حکم جاری کیا ہے، اس میں درج تھا کہ ۱۵ سال کے اندر اندر، اردو کو ہر سطح پر دفتری زبان (تقریر وتحریر) کے طور پر رائج کیا جائے گا۔ لیکن ایسا نہ ہوسکنے کے محرکات بھی وہی ہیں جو آئین کو روبہ عمل نہ ہونے دینے کے لیے باقی معاملات میں ہیں، جس کی ذمہ داری براہ